السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین حنفیہ اس مسئلہ میں کہ انگشت شہادت اٹھانی وقت تشہد یعنی لا الہ الا اللہ کہنے کے مذہب حنفی میں سنت مستحب ہے یا حرام مکروہ ہے اور جو کوئی یہ ات کہے کہ رفع سبابہ میں انگلی کاٹنی آتی ہے وہ شخص گنہگار ہوگا یا نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

درصورت مرقومہ معلوم کرنا چاہیے کہ امام ابویوسف امالی کتاب اپنی میں اور امام محمد موطأمیں دونوں صاحب کہ جو شاگرد رشید امام اعظمؒ کے ہیں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے رفع سبابہ مروی اور منقول ہے اور ہم لوگ بھی اس پر عمل کرتے ہیں اور یہی قول ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ہے چنانچہ فتح القدیر وعینی وامیر الحاج وزیلعی والبحر الرائق ونہر الفائق وملتقط دشمنی ونجم الدین الزاہدی وعلامہ حلبی وبہنسی وابراہیم حلبی وغیرہ نے روایۃ ودرایۃ رفع سبابہ کو نقل کیا ہے اور اس باب میں علماء کوفہ وعلمائے مدینہ وغیرہ سے بہت سے اخبار وآثار مروی اور منقول ہیں۔ اور ملا علی قاری اور ملا عابد سندھی وامین الدین شامی نے اٹھائیس صحابہ سے روایت کی ہے اور رفع سبابہ میں ائمہ اربعہ وعلمائے مقلدین اہل مذاہب کے سب متفق ہیں۔ اس میں ائمہ اربعہ وغیرہ کا اختلاف نہیں اور منع رفع سبابہ میں کوئی قول صحابی مذکور اور منقول نہیں تو اٹھانا اس کا مستحب آکد اور موجب ثواب کثیر ہے اور خلاصہ کیدانی والے سے یا اور علماء سے اس باب میں خطا واقع ہوئی ہے، اس سے حرام مکروہ لکھنے میں تو قول مانعین کا اور حرام مکروہ کہنے والے کا ازروئے دلائل شرعیہ کے محض باطل ہے نزدیک علمائے محققین حنفیہ کے اور جو شخص بعد مطلع ہونے کے روایات فقہیہ اور احادیث نبویہ کے حرام کہے اور منع کرے وہ مردود اور گمراہ ہے، خوف کفر کا ہے اس پر ازروئے اہانت اور حقارت کے: قال اللہ تعالیٰ ما اٰتاکم الرسول فخذوہ وما نھاکم عنہ فانتھوا الایۃ ورجح فی فتح القدیر القول بالاشارۃ وانہ مروی عن ابی حنیفۃ کما قال محمد فالقول بعد مھا مخالف للروایۃ والدرایۃ ورواہ فی صحیح مسلم من فعلہ صلی اللہ علیہ وسلم وفی المجتبیٰ لما اتفقت الروایات عن اصحابنا جمیعافی کونھا سنۃ وکذا عن آلکوفیین والمدنیین وکثرت الاخبار والاثار کان العمل بھا اولی کذافی البحر الرائق وقال فی الدر المختار واحترزنا بالصحیح عما قیل لایشیر لانہ خلاف الدرایۃ وفی العینی عن التحفۃ الاصح انھا مستحبۃ وفی المحیط انھا سنۃ کذافی الدر المختار مختصرا المعتمد ما صححہ الشراح لاسیما المتاخرون کالکمال والحلبی والنھبسی والباقلانی وشیخ الاسلام وغیرھم انہ یشیر بقولہ صلی اللہ علیہ وسلم ونسبوہ لمحمد والامام وقال محمد فی الموطا بعد حدیث الباب وبصنیع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخذو ھو قول ابی حنیفۃ وذکر ابویوسف فی الامالی کما نقلہ الشمنی وغیرہ انہ یعقد الخنصر والبنصر ویحلق الابھام والسطی ویشیر بالسبابۃ وھذا فرع تصحیح الاشارۃ وفی الخانی الاشارۃ عند لا الہ الا اللہ حسن لاخلاف فیہ وھکذافی مختارات النوازل لصاحب الھدایۃ فان قیل لیس قاعدۃ الکیدانی وفی الغوائب وغیرھما من المحرمات قلنا قولھم فی مقابلۃ النص واقوال الائمۃ مردود لایسایۃ ولیس فی ھذا الجانب حدیث ولا اثر یعتمد علیہ ولایستند قولھم بقول ابی حنیفۃ وصاحبیہ وقلوھم انہ لاخلاف ظاھر اصول اصحابنا غیر مقبول ففی العنایۃ والذخیر والمحیط والخزانۃ عن التاتارخانیہ انہ لم یذکر محمد تلک المسئلۃ فی الاصل لانفیا ولا اثباتا فلم یوجد لما نص علیہ محمد رحمۃ اللہ علیہ فی موطاہ معارض من ظاھر الروایۃ وقد روی الاشارۃ بالسبابۃ عند التشھد عن جماعۃ من الصحابۃ انتھی ما فی المحلی شرح الموطا للعلامۃ سلام اللہ من اولاد آالشیخ عبد الحق المحدث الدھلوی وقال العلامۃ عابد السندی ثم المدنی فی طوالح الانوار شرح الدر المختار ان الاشارۃ قد رویت عن سبعۃ وعشرین صحابیا وھکذا ذکر الملا علی قاری الھروی فی الرسالۃ۔

ترجمہ: جو تم آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم دیں اسے لے لو اور جس سے منع کریں اس سے باز آجاؤ، فتح القدیر میں ہے انگلی سے اشارہ کرنا درست ہے۔ اور یہی امام ابوحنیفہؒ سے مروی ہے جیسا کہ امام محمد نے بیان کیا ہے اور اس کی ممانعت کرنا روایت اور درایت دونوں کے برخلاف ہے مجتبیٰ میں ہے اس کے سنت ہونے پر تمام روایات متفق ہیں۔ کوفی اور مدنی لوگوں کا اس یںاختلاف نہیں ہے اور احادیث وآثار اس کے متعلق بہت زیادہ ہیں۔ عینی نے اس کو مستحب کہا ہے۔ اور صاحب محیط نے سنت، درمختار میں ہے کہ یہی صحیح ہے کہ یہ سنت ہے۔ متاخرین شرح مثلاً کمال، حلبی، نہسی، باقلانی، اور شیخ الاسلام وغیرہ نے اس کی خوب تحقیق کی ہے۔ کہ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ اور امام محمد، ابویوسف اور امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ کا یہی مذہب ہے، خانیہ میں ہے کہ لا الہ الا اللہ کے وقت انگلی اٹھانا سنت ہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ آخری دو انگلیاں بند کرلے۔ اور انگوٹھے اور درمیانی انگلی کا حلقہ بنالے اور سبابہ سے اشارہ کرے۔

اگر کوئی سوال کرے کہ کیدانی نے غرائب میں اس کو افعال محرمہ سے شمار کیا ہے۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ نص اور اقوال ائمہ کے برخلاف ان کا قول مردود ہے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی جائے گی اور اس کی ممانعت میں کوئی حدیث قابل اعتبار نہیں ہے۔ اور امام صاحب اور صاحبین کے قول کے برخلاف ان کے قول کی کیا حقیقت ہے۔ درمختار کی شرح طوالع الانوار میں گھے، کہ تشہد میں انگلی اٹھانے کے متعلق ستائیس صحابہ سے روایات منقول ہیں۔ ملا علی قاری نے بھی ایسا ہی کیا ہے۔

پھر جو کوئی باوجود احادیث اور اقوال وافعال صحابہ کرام ومجتہدین عظام اور دیگر علمائے اعلام کے حرام کہے اور انگلی کاٹنے کا قائل ہو، اور اعتقاد رکھتا ہو مردود اور بڑا جاہل بے وقوف ہے۔ ایسے جاہل کے قول کا ہرگز اعتبار نہ کرنا چاہیے اور اس قدر دیندار منصف کو کافی ہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد 3 ص 177-179